مقالات

مولانا عبدالرحمٰن عزیز الٰہ آبادی

قسط ۴ : (آخری)

# مقامِ فاروقؓ پر شیعہ سنّی اتحاد

**جعفر صادقؒ کا فرمان:**

"سَأَلَ رَجُلٌ مِنَ الْمُخَالِفِينَ عَنِ الْإِمَامِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ مَا تَقُولُ فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُمَا إِمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ كَانَا عَلَى الْحَقِّ وَمَاتَا عَلَى الْحَقِّ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

"مخالفین میں سے ایک شخص نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے متعلق امام جعفر صادقؒ سے سوال کیا تو آپ نے جواباً فرمایا کہ:

"وہ دونوں (ابوبکرؓ و عمرؓ) عادل، منصف، امام تھے۔ وہ دونوں حق پر رہے اور حق پر انہوں نے وفات پائی۔ پس ان دونوں پر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔" (احقاق الحق ص ۱۶)

پھر مدائن کے مالِ غنیمت میں شہزادی شہر بانو کا آنا اور حضرت عمرؓ کا حضرت علیؓ کے مشورہ سے اس شہزادی کا حضرت حسینؓ سے نکاح کرنا، اور حق مہر بیت المال سے ادا کرنا شیعہ حضرات کی معتبر کتب مثل اصول کافی، منتھی الآمال جلد دوم، جلاء العیون ص ۲۲۹ سے ثابت ہے۔ اگر خلافتِ عمرؓ غیر حقہ اور غاصبانہ تھی تو یہ نکاح کیسے درست ہو سکتا ہے؟ یہ بھی یاد رہے کہ حضرت زین العابدین علی بن حسینؓ، شہزادی شہر بانو کے فرزندِ ارجمند ہیں۔

**شجرۂ نسب:**

پھر شجرہ نسب ملاحظہ کیا جائے تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خلفاء اربعہ (رضی اللہ عنہم) نبی علیہ السلام کے یک جدی اور یک قوم تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے رشتے کیے، بعض حضرات کو دیے اور بعض حضرات سے لیے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ

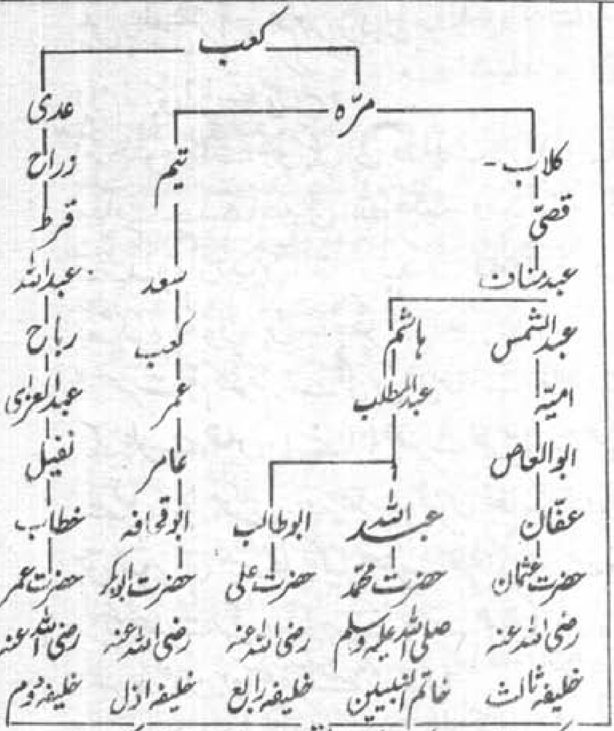


وسلم کو ان کے اخلاص و ایمان اور پاکی و طہارت کا پورا پورا الیقین اور اعتماد تھا۔ کہ حضرات اربعہ رضؓ نہایت کامل الایمان، مطیع و فرمانبردار اور جانثار تھے۔ اور نبی علیہ السلام کی تعلیم و تربیت اور تزکیہ سے جملہ اہلِ ایمان میں ممتاز تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین!

**تزویجِ امِ کلثومؓ بنتِ علیؓ:**

پھر شیعہ سنی اس بات پر بھی متفق ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی حضرت امّ کلثومؓ، حضرت عمرؓ کے نکاح میں تھیں۔ چنانچہ مورخِ اسلام علامہ شبلی نعمانی الفاروقؓ کے ص ۱۴۲/۲ مطبوعہ دہلی طبع سوم پر رقمطراز ہیں کہ:

"آخری عمر میں ان کو خیال ہوا کہ خاندانِ نبوّت سے تعلق پیدا کریں، جو مزید شرف و برکت کا سبب تھا، چنانچہ جناب امیر علیؓ سے حضرت امِ کلثومؓ کے لیے درخواست کی۔ جناب ممدوح نے پہلے حضرت امِ کلثومؓ کی صغرسنی کے سبب انکار کیا، لیکن حضرت عمرؓ نے زیادہ تمنا ظاہر کی کہ اس سے مجھے حصولِ شرف مقصود[1] ہے، تو جنابِ امیر نے منظور فرمایا اور ۱۷ھ

---

[1] الاستیعاب لابن عبد البر ص ۴۹۰/۲ ذکر حضرت امّ کلثوم بنت فاطمہؓ۔

میں چالیس ہزار درہم مہر پر نکاح ہوا۔"

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ:

"اُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ مِنْ فَاطِمَةَ وُلِدَتْ قَبْلَ وَفَاةِ جَدِّهَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا عُمَرُ عَلَى صَدَاقِ أَرْبَعِينَ أَلْفًا فَوَلَدَتْ لَهُ زَيْدًا وَرُقَيَّةَ وَتَزَوَّجَتْ بَعْدَهُ بِعَوْنِ بْنِ جَعْفَرٍ۔" (تجرید اسماء صحابہ صفحہ ۳۵/۸)

"حضرت ام کلثومؓ بنت علیؓ بن ابی طالب، جو حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے بطن سے تھیں، اپنے نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے قبل پیدا ہوئیں۔ اور حضرت عمر بن خطابؓ نے چالیس ہزار درہم حق مہر پر ان سے نکاح کیا۔ حضرت عمرؓ کی ان سے دو اولادیں (حضرت زید، حضرت رقیہ) پیدا ہوئے۔ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد انہوں نے حضرت عون بن جعفرؓ سے نکاح کیا۔"

نیز علامہ طبری نے تاریخ کبیر میں، ابن قتیبہ نے المعارف میں، اور ابن اثیر نے الکامل میں بالتصریح لکھا ہے کہ "ام کلثوم بنت فاطمۃ الزہراؓ حضرت عمر فاروقؓ کی زوجہ تھیں"۔ کتاب الثقات لابن حبان میں ذکر خلافتِ عمرؓ (۱۷ھ) کے تحت مرقوم ہے:

"ثُمَّ تَزَوَّجَ عُمَرُ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَهِيَ مِنْ فَاطِمَةَ وَدَخَلَ بِهَا فِي شَهْرِ ذِي قَعْدَةَ۔"

(بحوالہ الفاروق شبلی نعمانی ص ۱۴۷/۲ مطبوعہ دہلی، حاشیہ ۱)

فروع کافی کی یہ عبارات بھی ملاحظہ ہوں:

"عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَنِ امْرَأَةٍ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا أَيْنَ تَعْتَدُّ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا أَوْ حَيْثُ شَاءَتْ قَالَ بَلْ حَيْثُ شَاءَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ عَلِيًّا صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ لَمَّا مَاتَ عُمَرُ أَتَى أُمَّ كُلْثُومٍ

فَاَخَذَ بِیَدِهَا فَانْطَلَقَ بِهَا اِلٰی بَیْتِهٖ ۔" (فروع کافی ص ۳۱۱/۲ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱۸۱۸ء ماہ جون)

"سلیمان بن خالد کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؒ سے دریافت کیا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے وہ عدت خاوند کے گھر میں گزارے یا جہاں چاہے گزارے؟" انہوں نے فرمایا، "جہاں چاہے گزارے!" پھر فرمایا کہ "تحقیق حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد سیدہ ام کلثوم کے پاس آئے اور اُن کو حضرت عمرؓ کے گھر سے اپنے گھر میں لے آئے۔" (تہذیب الاحکام ص ۲۳۸/۲)

۲۔ "عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ سَأَلْتُهٗ عَنِ الْمَرْأَةِ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا اَتَعْتَدُّ فِیْ بَیْتِهَا اَوْ حَیْثُ شَاءَتْ؟ قَالَ بَلْ حَیْثُ شَاءَتْ اِنَّ عَلِیًّا صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ لَمَّا تُوُفِّیَ عُمَرُ اَتٰی اُمَّ کُلْثُوْمٍ فَانْطَلَقَ بِهَا اِلٰی بَیْتِهٖ ۔" (فروع کافی ص ۳۱۱/۲، ص ۱۴۲ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ، تہذیب الاحکام ص ۲۳۸/۲)

مطلب اوپر گزر چکا ہے!

قاضی نوراللہ شوستری فرماتے ہیں کہ:

"نبی دختر بعثمانؓ داد و علیؓ دختر بعمرؓ فرستاد" (مجالس المومنین ص ۸۴)

**حضرت ام کلثومؓ اور حضرت زیدؓ کی وفات:**

پھر اسی تہذیب الاحکام کے صفحہ ۳۸۰ جلد دوم پر حضرت عمرؓ بن خطاب کے صاحبزادے حضرت زید اور ان کی والدہ حضرت ام کلثوم بنت علیؓ کی وفات کا تذکرہ جعفر بن محمد سے اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:

"عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْقَدَّاحِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ کَانَتْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ بِنْتُ عَلِیٍّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَابْنُهَا زَیْدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ سَاعَةٍ وَّاحِدَةٍ وَلَا یُدْرٰی اَیُّهُمَا هَلَکَ قَبْلُ فَلَمْ

يُوَرِّثْ اَحَدُهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ صُلِّيَ عَلَيْهِمَا جَمِيْعًا۔"

(تهذیب الاحکام ص۳۸۰ ج ۲)

"جعفر بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت امِ کلثوم بنت علیؓ اور ان کا بیٹا زید بن عمرؓ بن خطاب ایک ہی ساعت میں فوت ہوئے۔ اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پہلے کون فوت ہوا؟ اور وہ ایک دوسرے کے وارث نہ بن سکے اور ان دونوں پر نماز جنازہ بھی اکٹھی پڑھی گئی۔"

حافظ ابنِ عبدالبرؒ نے استیعاب میں اور حافظ ابنِ حجرؒ نے اصابہ میں ان کی وفات کا تذکرہ یوں کیا ہے کہ "حضرت عمرؓ بن خطاب کے خاندان عدی میں باہمی تکرار ہوگئی۔ اور حضرت زید بن عمرؓ صلح کرانے کے لیے اس مجلس میں گئے۔ اندھیرے کی بناء پر معلوم نہ ہو سکا اور ایک شخص نے حضرت زید بن عمرؓ کے سر پر چوٹ ماری۔ حضرت زید چوٹ کی وجہ سے بیہوش ہو گئے۔ چند دن صاحبِ فراش رہ کر انتقال کر گئے۔" اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ!

اور بروایت ابنِ حجرؒ "حضرت امِ کلثومؓ بھی ان دنوں بیمار تھیں۔ چنانچہ ماں بیٹا ایک ہی ساعت میں فوت ہوئے۔ اور حاضرین کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پہلے کس کی روح جسدِ عنصری سے پرواز کر گئی۔"

نیز امام بخاریؒ نے تاریخ صغیر میں امام شعبی سے ذکر کیا ہے کہ حضرت امِ کلثوم بنت علیؓ بن ابی طالب اور ان کے بیٹے حضرت زید بن عمرؓ بن الخطاب کا جنازہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھایا اور امامت کے لیے ان کو حضرت حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب نے آگے کیا تھا۔ رضی اللہ عنہم!" (تاریخ الصغیر لامام بخاریؒ ص۵۳ مطبوعہ الٰہ آباد)

## وفاتِ عمرؓ:

مدینہ منورہ میں فیروز نامی، مجوسی المذہب ایک غلام تھا، جس کا پیشہ نجاری، نقاشی، آہنگری تھا۔ ایک دن حضرت عمرؓ بن خطاب رضی اللہ عنہ بازار میں گشت کر رہے تھے، اس نے شکایت کی کہ "مغیرہ بن شعبہؓ نے مجھ پر بھاری محصول مقرر کیا ہے، آپ تخفیف کرا دیں۔" حضرت عمرؓ بن خطاب نے پیشہ دریافت کرنے کے بعد فرمایا کہ "ان صنعتوں کے مقابلہ میں یہ رقم زیادہ نہیں۔" ابو لؤلؤ فیروز دل ہی

سخت ناراض ہو کر واپس چلا آیا اور بغرض انتقام گھات میں رہا۔

چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ بدھ کے روز صبح کی نماز پڑھانے کے لیے مسجد میں تشریف لائے۔ امامت کے لیے آگے بڑھے، صفیں درست کروائیں اور نماز شروع کی۔ سورۂ یوسف یا النحل کی تلاوت شروع کی۔ فیروز نے گھات سے نکل کر حضرت عمرؓ پر چھ وار کیے۔ زیرِ ناف خنجر کے لگنے سے حضرت عمرؓ گر پڑے، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے اس حال میں نماز پڑھائی۔ حضرت عمرؓ سامنے بسمل پڑے تھے۔ فیروز نے تیرہ اشخاص کو زخمی کیا، جن میں سے ۹ آدمی وفات پا گئے۔ جب اس نے معلوم کر لیا کہ اب جائے فرار نہیں تو خود کو بھی ہلاک کر دیا۔

آپؓ نے یکم محرم الحرام ۲۴ھ بروز اتوار انتقال فرمایا۔ حضرت صہیب رومیؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتارا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے ان کے حجرہ میں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے پہلوئے مبارک میں دفن کیے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! (تفصیل کے لیے دیکھیے مختصر سیرت الرسولؐ عربی ص ۴۸۶ مطبوعہ لاہور، الفاروقؓ علامہ شبلی نعمانی ص ۱۰۲/۱ مطبوعہ رنگین پریس دہلی، تاریخ اسلام مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی ص ۳۸۳/۱)

## حضرت علیؓ کا فرمان:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپؓ کے جنازہ پر فرمایا:

"اے عمر (رضی اللہ عنہ) آپ نے اپنے بعد ایسی کوئی شخصیت نہیں چھوڑی کہ اس جیسے نامۂ اعمال کی میں خواہش کروں۔ تحقیق میں نے نبی علیہ السلام سے سنا آپؐ فرماتے تھے "میں ابوبکر اور عمر نکلے۔ میں ابوبکر اور عمر آئے، میں، ابوبکر اور عمر نے یہ کیا، یعنی ہر کام میں آپکو نبی علیہ السلام شریک فرماتے تھے۔ مجھے پہلے سے یقین تھا کہ اللہ کریم آپ کو ان دونوں کے پاس جگہ دے گا۔" (صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہما) (بخاری ص ۵۲۰/۲)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرؓ کی شہادت پر فرمایا کہ ؎

ثَلٰثَةٌ بَرَزُوْا بِفَضْلِهِمْ — نَضَّرَهُمْ رَبُّهُمْ اِذَا نُشِرُوْا
فَلَيْسَ مِنْ مُؤْمِنٍ لَّهٗ بَصَرٌ — يُنْكِرُ تَفْضِيْلَهُمْ اِذَا ذُكِرُوْا
عَاشُوْا بِلَا فُرْقَةٍ ثَلٰثَتُهُمْ — وَاجْتَمَعُوْا فِي الْمَمَاتِ اِذْ قُبِرُوْا

**ترجمہ:** تین بزرگ فضائل کے ساتھ ظاہر ہوئے، رب ان کو تروتازہ کرے جب اٹھائے جائیں گے قبر سے! پس ایسا کوئی مومن نہیں جس کو بصیرت ملی ہو، اور جب ان کا ذکر کیا جائے تو ان کی فضیلت کا انکار کرے! وہ تینوں زندگی میں بھی جدا نہیں ہوئے اور موت کے بعد قبر میں پھر اکٹھے ہو گئے!

صلی اللہ علیہ وسلم — رضی اللہ عنہما

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ:

"اللہ کریم نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو قیامت تک آئندہ سلاطین کے لیے حجت بنایا۔ خدا کی قسم وہ دونوں سبقت لے گئے اور اپنے بعد والوں کو سخت مشکل میں چھوڑ گئے۔ ان کی یاد امت کو مغموم اور حکام کو مطعون کرتی ہے۔" (اسد الغابہ)

## نظامِ حکومت خلافتِ فاروقی میں:

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حضرت عمرؓ کے امورِ نظمِ مملکت کا بھی مختصراً ذکر کر دیا جائے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نظامِ حکومت کے استحکام کے لیے تمام مقبوضہ ممالک کو صوبوں میں تقسیم کیا اور ہر صوبہ میں کئی کئی اضلاع بنائے۔ اور اپنی جوہر شناسی کی بنا پر ہر جگہ بہترین عملہ مقرر فرمایا۔ اہم امور کے لیے مجلس شوریٰ بھی تشکیل دی۔ جس میں مندرجہ ذیل اصحاب شامل تھے:

(۱) حضرت عثمانؓ (۲) حضرت علیؓ (۳) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ (۴) حضرت معاذ بن جبلؓ (۵) حضرت ابی بن کعبؓ (۶) حضرت زید بن ثابتؓ۔ (طبقات ابن سعد)

## صیغۂ محاصل:

صیغۂ محاصل میں بہت سی اصلاحات فرمائیں۔ مفتوحہ ممالک کی زمینوں کو

اصل مالکوں کے سپرد کیا۔ تمام مفتوحہ ممالک میں نہریں جاری کیں، بند بندھوائے تالاب تیار کروائے اور لگان سال میں، بغیر جبر و تشدد کے، صرف ایک دفعہ وصول کرنے کی ہدایات جاری کیں۔

**محکمہ قضاء:**

محکمہ قضاء میں جج مقرر فرمائے جو معزز ترین اور مالدار تھے تاکہ رشوت کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔ ہمیشہ ان کو عدل و انصاف کا سبق دیتے۔ ایک دفعہ خود خلیفۂ وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مُدّعا علیہ کی حیثیت سے کمرۂ عدالت میں پیش ہوئے۔ قاضی نے تعظیم کی، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا، "قاضی صاحب یہ آپ کا پہلا ظلم ہے جب تک آپ کے نزدیک عمرؓ اور عام آدمی برابر نہ ہوں، آپ عہدۂ قضا کے قابل نہیں!"

**فوجداری اور پولیس:**

اس صیغہ میں بازاروں کی نگرانی، زنا اور چوری کے فیصلے، جیل خانوں کی تعمیر اور ابتدائی قسم کی کارروائی پولیس سے متعلق تھی۔

**بیت المال:** مجلس شوریٰ کے مشورہ سے مدینہ منورہ میں حضرت عمرؓ نے بیت المال کی بنیاد ڈالی اور بہت بڑا خزانہ جمع کیا۔ پھر تمام صوبہ جات کے صدر مقامات پر بیت المال قائم کیے اور ان کی عمارتیں بڑی مستحکم اور شاندار بنوائیں۔ اُن کی نگرانی اور حساب و کتاب کے لیے لائق ترین آدمی مقرر فرمائے۔ مدینہ منورہ کے علاوہ جتنے بیت المال تھے، جتنی رقم ان کے مصارف کے لیے درکار ہوتی، رکھی جاتی۔ اور باقی مدینہ منورہ کے بیت المال میں بھیج دی جاتی۔

**رفاہِ عامہ:**

اس صیغہ میں سرکاری عمارتیں بنوانا، نہریں کھدوانا، پل تعمیر کروانا، شفاخانے بنوانا، چوکیاں اور سرائیں بنوانا، مکہ اور مدینہ کے درمیان منزلوں پر سایہ اور پناہ گاہوں کا انتظام کرنا شامل تھے!

**شہروں کو آباد کرنا:**

کوفہ، بصرہ، فسطاط، موصل، جزیرہ وغیرہ شہر آباد کیے۔

**صیغۂ فوج:** حضرت عمرؓ بن خطاب تمام ملکِ عرب کو فوج بنانے کے حق میں تھے۔

فوجی صدر مقام اور چھاؤنیاں قائم کیں۔ ہر سال کئی ہزار نئی فوج تیار ہوتی۔ رسد کا مستقل محکمہ قائم کیا۔ علامہ شبلی نے ایران، فرانس اور رَیم وغیرہ جیسے ممالک کے فوجی انتظامات تحریر کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فوجی نظام کو برتر قرار دیا ہے!

**صیغۂ تعلیم:**

حضرت عمرؓ نے تعلیم کو بہت زیادہ ترقی دی، تمام مفتوحہ ممالک میں مکتب قائم کیے اور بڑے بڑے صحابہؓ اس منصب پر مقرر فرمائے۔ قرآنِ مجید، اخلاقی اشعار اور امثالِ عرب کی تعلیم کو فروغ دیا۔

**صیغہ مذہبی:**

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کے پیش نظر اشاعتِ اسلام کے لیے نرم اور شائستہ طریقے اختیار کیے۔ کتاب و سنت کی حفاظت و تعلیم کا خوب انتظام کیا، معلمین کی تنخواہیں مقرر کیں، کئی ہزار مساجد تعمیر کرائیں، حرمین الشریفین کو وسعت دی، روشنی کا انتظام فرمایا، وعظ کا طریقہ جاری کیا (تفصیل کے لیے دیکھیے الفاروق حصہ دوم علامہ شبلی نعمانی ص ۱ تا ۵۶)

یہ تمام امور حضرت عمرؓ کی ذہانت اور قوتِ عمل کا ثبوت ہیں اور جن کی بناء پر، اپنے تو رہے ایک طرف اغیار نے بھی ان کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ!

---

شعر و ادب

# آدمی

جناب فضل سوہڑی

ہر بات میں ہے بے بس و مجبور آدمی
حیراں ہوں پھر ہے کس لیے مغرور آدمی

دولت کے نشے میں جو ہوا چور آدمی
انسانیت سے ہے وہ بہت دُور آدمی

پابند یہ نہیں ہے کسی بھی اصول کا
رکھتا نہیں ہے کوئی بھی دستور آدمی

ہے دردِ دل کے واسطے پیدا کیا گیا
رہتا ہے آدمی سے بہت دُور آدمی

کر دیتا ہے نثار محبت میں جان بھی
دشمن اگر ہو بنتا ہے ناسور آدمی!

یہ چاہتا ہے دل کی مرادیں ملیں تمام
دُنیا میں جلد باز ہے مشہور آدمی!

لاتا نہیں کسی کو بھی خاطر میں یہ کبھی!
فطرت سے اپنی ہے مجبور آدمی!